”برطانیہ اور اعلیٰ عروض البلاد میں صبح صادق وصبح کاذب“

مؤلف :مولانا یعقوب محمد اسماعیل صاحب مقیم برطانیہ

پر

تبصرہ

ازقلم: مولانا شوکت علی قاسمی (صوابی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین حضرات ذیل میں ایک کتاب ” برطانیہ اوراعلی عروض البلاد میں صبح صادق وصبح کاذب“ کے بارے میں ایک تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔قارئین حضرات سے پوری توجہ کی درخواست ہے۔

واقعہ یہ تھا کہ ہمارے علاقے ضلع صوابی کے موضع شاہ منصور کے حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ ہیں جوآجکل جنوبی افریقہ میں احناف کے زبردست مفتی اورشیخ الحدیث ہیں انہوں نے حال مقیم برطانیہ،مولانا یعقوب قاسمی صاحب (رکن جامعہ علوم القرآن مجلس شوریٰ) کی کتاب:

”برطانیہ اوراعلی عروض البلاد پرصبح صادق وشفق کی تحقیق“ جوکہ 326 صفحات پر مشتمل ہے مطالعہ کیلئے دیدی جوکہ 18 درجے کی تحقیق کے اثبات میں لکھی گئی ہے۔مفتی صاحب کا مقصد یہ تھا کہ مجھے (راقم کو) 18 درجے کے قائلین کے دلائل کا علم ہوجائے۔

راقم نے الحمدللہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا۔کتاب میں موجود مواد ثبوت ودلالت کے اعتبار سے کافی کمزور تھا لہٰذا اس فقیر نے ضروری سمجھا کہ اس کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ لیکر حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر کردیں تاکہ مفتی صاحب ثالث کی حیثیت سے کتاب کے بارے میں منصفانہ فیصلہ تحریرفرمائے۔آج ایک سال پوراہونے والا ہے مگراس کا جواب نہیں آیا ہے۔

قارئین خصوصاً وہ حضرات جنہوں نے مولانا یعقوب قاسمی صاحب کی کتاب مطالعہ کی ہو،ان کیلئے ان شاءاللہ نہایت دلچسپ ثابت ہوگا۔

شوکت علی قاسمی صوابی

ذیل میں مولانا یعقوب قاسمی صاحب UK کی کتاب ''برطانیہ اور اعلی عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق'' کا تنقیدی جائزہ مولانا مفتی رضاء الحق صاحب کے نام، مطالعہ فرمائیں:

از طرف شوکت علی قاسمی

بخدمت جناب عزت مآب حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

آپ حضرات کی طرف سے کتاب ''**برطانیہ واعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق**'' موصول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزاء خیر عطا فرمائیں۔ اس بات پر خوشی ہوئی کہ اس سیاہ کار کو بھی کسی نے یاد کیا اور پھر خصوصاً آپ حضرات جیسے بزرگوں کی یاد تو ہمارے جیسے بے علم وعمل لوگوں کیلئے یقیناً خوشی اور سعادت کی بات ہے۔ کتاب الحمد للہ مطالعہ کر کے بڑی معلومات اور حقائق سے یہ فقیر مستفید ہوا۔ واقعی مصنفِ کتاب نے اپنے موضوع کو خوب دلائل اور حقائق سے مزین کر کے ثابت کر دیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ اس کتاب کا اصل موضوع '' برطانیہ میں (خصوصاً صبح اور عشاء کی) اوقاتِ نماز'' ہے۔ جن میں وہاں کافی غیر معمولی تفاوت پائی جاتی ہے۔ کچھ برطانیہ کا محل وقوع بھی غیر معتدل عروض البلاد میں ہے جسکی وجہ سے اوقات کے حوالے سے موسم عمومی طور پر مشاہدہ کیلئے کچھ زیادہ موزوں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ شروع سے برطانیہ میں صبح صادق کے حوالے سے غیر معمولی اختلاف چلا آرہا ہے۔ جس میں چند شہروں کے اندر بقول مصنف سورج کے ۱۲ درجے زیر افق پر بھی عمل ہو رہا ہے۔ وہاں کے اہل علم حضرات کی باقاعدہ تنظیمیں ہیں، ان کی زیر نگرانی مختلف موضوعات پر تحقیقات ہوتی رہتی ہیں۔ جن میں ''حزب العلماء یوکے'' قابل ذکر ہے۔ اوقات نماز کے حوالے سے ان بزرگوں کا موقف

بھی دیگر مسائل کی طرح تحقیق وتفتیش پر ضرور مبنی ہوگا، راقم کو تفصیلی طور پر اسے پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔

جہاں تک غیر معتدل شہروں کا تعلق ہے، کہ وہاں بعض مہینے شفق غائب نہیں ہوتی یا بہت دیر کے بعد غائب ہوجاتی ہے۔لہٰذا اقات صبح وعشاء کے حوالے سے یہ پہلو بھی اہل برطانیہ کیلئے ایک قابل تحقیق اور نہایت ضروری امر تھا جسکو مولف صاحب نے خوب نبھایا ہے۔البتہ جہاں پر معمول کی طرح یعنی ۲۴ گھنٹوں میں سورج کا طلوع وغروب اوراسی طرح شفق کا طلوع وغروب ہورہے ہوں، وہاں پر ۱۲درجے اور حزب العلماء کے نقل کردہ اوقات کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے مولف مذکور فرماتے ہیں:

"آفتاب غروب کے بعد افق سے ۱۸درجہ (ڈگری) نیچے ہوتا ہے تو شام کے وقت افق پر اس کی روشنی ختم ہوکر نماز عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اور صبح کے وقت افق پر اس کی روشنی ظاہر ہوکر صبح صادق یعنی نماز فجر کا وقت ہوجاتا ہے" (برطانیہ......... پر صبح صادق وشفق کی تحقیق، صفحہ نمبر ۴۳)

یہ مسئلہ ہماری بحث سے متعلق ہے۔مصنف صاحب نے حوالہ جات نقل فرماتے ہوئے "آفتاب کے ۱۸درجے زیر افق پر صبح صادق" قرار دی ہے جبکہ ہم صبح صادق اس روشنی کو کہتے ہیں جو سورج کے ۱۵درجے کے زیر افق پر مشرق کی طرف نمودار ہوتی ہے۔اس کے ساتھ ۱۸درجے زیر افق پر ظاہر روشنی کو ہم صبح اول یعنی صبح کاذب قرار دیتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ناقص علم کے مطابق فاضل مصنف کے نقل کردہ حوالہ جات کے نتیجے میں اختیار کردہ "۱۸درجے" والا قول غیر محققانہ ہے۔ہمارے دعوے پر اجمالی طور پر دلائل مندرجہ ذیل دو ہیں:

(۱) ایک یہ ۱۸درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی پر وہ علامات صادق ہی نہیں آتی جو احادیث اور فقہاء امت کی روایات میں منقول ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ کہ تائید کے طور پر فقہ اور فن ہیئت دونوں کے ائمہ حضرات سے ۱۸درجے پر ظاہر

روشنی کو صبح کاذب کہا گیا ہے۔

لھٰذا یہ فقیر نہایت مودبانہ گزارش کر کے عرض پرداز ہے کہ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر فاضل مصنف کی تحقیق کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے حضرت (مفتی صاحب) کی خدمت عرض میں کردوں ۔مقصود اس سے یہ ہے کہ دورانِ مطالعہ اگر اس سیاہ کار سے کوئی لغزش ہو کر مصنف پر کہیں ناجائز تنقید سرزد ہوگئی ہو تو وہاں تنبیہ کرتے ہوئے راہنمائی فرمائینگے۔امید ہے حضرت اس گزارش کو قبول فرما کر اپنی نہایت قیمتی رائے سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔

کتاب کا خلاصہ

ہم اجمالاً کتاب کے مشتملات کو۔۔۵۔۔ ابحاث میں تقسیم کر رہے ہیں؛

بحث نمبر(۱)

فاضل مصنف نے بعض مقامات میں قرآن ،تفاسیر،احادیث اور فقہاء کرام کے حوالوں سے صبح کاذب اور صبح صادق کی نشانیاں تحریر فرمائی ہیں:۔ مثلاً صفحہ نمبر۶۵۔۔تا۔۔۷۳

بحث نمبر(۲)

فاضل مصنف نے قدیم ماہرین فلکیات کے اقوال (بائیں طور) ذکر کئے ہیں کہ ان حضرات کے نزدیک صبح صادق اس روشنی کا نام ہے جو سورج کے ۱۸ درجے تحت الافق سے ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔یعنی جب آفتاب بجانب شرقی ۱۸ درجے زیر افق پر آجائے تو اس وقت ظاہر ہونی والی روشنی صبح صادق کہلاتی ہے۔مثلاً صفحہ نمبر۷۳۔۔تا۔۔۷۸

بحث نمبر(۳)

فاضل مصنف نے جدید فلکیات کے متاخرین ماہرین عجم وعرب کے اقوال یا بعض علماء کرام کے فتاویٰ واقوال (بائیں معنی) ذکر فرمائی ہے کہ انہوں نے بھی صبح صادق کا وقت سورج کا ۱۸ درجے زیر

افق بتلایا ہے۔جس کو آبزرویٹری کی جدید اصطلاح میں ’’آسٹرونومیکل ٹویلائٹ‘‘ کہا جاتا ہے۔
مثلاً صفحہ نمبر ۸۰۔۔تا۔۔۹۸اور صفحہ نمبر۲۱۵۔۔تا۔۔۲۲۸
اسکے علاوہ ’’صبح کاذب‘‘ کا تذکرہ بھی کیا گیا ہےجس کو اصطلاح جدید میں **’’ذوڈیکل ٹویلائٹ‘‘** یا **’’بروجی روشنی‘‘** کہا جاتا ہے۔مثلاً صفحہ نمبر ۱۰۶

بحث نمبر (۴)

فاضل مصنف نے برطانیہ اور غیر معتدل ایام علاقوں کے اوقات پر تفصیلی بحث فرمائی ہے۔اور اس کے علاوہ حزب العلماء کی تحقیق کا جواب بھی کیا گیا ہے۔

مثلاً صفحہ نمبر۱۰۰۔۔تا۔۔۲۱۴ اور
صفحہ نمبر۲۲۹۔۔تا۔۔۲۳۹ اور
صفحہ نمبر۲۵۳۔۔تا۔۔۲۸۹ اور
آخر میں مثل و مثلین کی تحقیق : صفحہ نمبر۲۹۰۔۔تا۔۔۳۰۰ تک

بحث نمبر (۵)

فاضل مصنف نے اس حصے میں استدلال کرتے ہوئے اپنی رائے ظاہر کرکے صفحہ نمبر ۱۰۶ تا ۱۰۷ پر فتویٰ دیا ہے کہ: ’’آفتاب کے ۱۸ درجے زیر افق پر صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔‘‘

﴿ہماری بحث کا تعلق﴾

لیکن ہماری بحث کا تعلق آخری نمبر۵ اور ۴ کے علاوہ پہلے تین (۳) امور کیساتھ مندرجہ ذیل نوعیت کے طور پر ہے:

(۱) **بحث نمبر۱** کے حوالے سے ہمارا کام یہ ہوگا کہ روایات میں صبح صادق کی منقول نشانیاں ’’آسٹرونومیکل ٹویلائٹ‘‘ پر صادق آتی ہیں یا نہیں۔۔؟ کیونکہ کسی بھی روشنی کو صبح صادق یا کاذب

قرار دینے کیلئے ضروری ہے کہ اس روشنی کو انہی علامت پر پیش کیا جائے جو علامات صبح کاذب اور صبح صادق کے بارے کتب شرعیہ میں منقول ہیں۔اگر پوری اتری تو'' آسٹرونومیکل ٹویلائٹ'' کو ''صبح صادق'' قرار دیکر مصنف صاحب کا مدعی ثابت ہوجائیگا ورنہ مدعی بلا دلیل ہوکر قابل قبول نہیں گا۔

(۲) **بحث نمبر۲** کے حوالے سے ہمارا کام یہ ہوگا کہ قدیم ماہرین ہیئت (فن فلکیات) کے اقوال میں ۱۸ درجے پر ذکر کردہ '' **فجر**'' سے کیا مراد ہے اور مصنف صاحب نے کیا مراد لیا ہے۔اگر واقعی وہی مراد ہے جو مصنف صاحب نے لیا پھر اس سے مصنف کے دعوے کی تائید ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔

(۳) **بحث نمبر۳** میں ہم یہ دیکھیں گے کہ جدید ماہرین کے اقوال حجت ہیں یا نہیں۔۔۔؟

اگر حجت ہیں پھر ہمارے ذمے ان کا جواب لازم یا ان کو تسلیم کرنا ہم پر لازم؟ اور اگر یہ اقوال حجت نہیں تو پھر یہ اقوال ہماری بحث سے خارج۔یعنی بحث نمبر۳ ہمارے اور فاضل مصنف کے درمیان دخل انداز نہیں ہوگا۔

(۴) **بحث نمبر۴** ہماری بحث سے مطلقاً خارج ہے،

(۵) **بحث نمبر۵** میں فاضل مصنف نے جو دعوی کیا ہے آیا یہ درست ہے یا غلط اس فیصلہ کیلئے ہم حضرت (مراد مفتی رضاء الحق صاحب ہیں) کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ گزارش کرینگے کہ آپ فیصلہ فرمائینگے ۔

تفصیلی گفتگو ﴿**بحث نمبر ۱**﴾:

اس بحث میں فاضل مصنف نے صبح صادق کی جو نشانیاں تحریر فرمائی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :

<u>صبح صادق کی پہلی علامت:</u> صبح صادق کی روشنی بالکل واضح اور بالکل نمایا ہوگی: مثلاً

(ا) صفحہ نمبر۶۵ پر '' حتی یتبین'' کی تفسیر میں معارف القرآن کی عبارت نقل فرمائی ہے جس کا

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک صبح صادق کا اچھی طرح یقین اور واضح علم حاصل نہ ہو۔اس وقت تک سحری کھاتے رہو۔

(۲) صفحہ نمبر ۶۶ پر عربی کا شعر لکھا ہے۔جسکا ترجمہ یہ ہے:

خط ابیض صبح کی واضح روشنی ہے اور خط اسودرات کی پوشیدہ تاریکی ہے۔

(۳) صفحہ ۶۶ اور ۶۷ پر احادیث کے عمومی مفہوم سے یہ حقیقت واضح ہورہی ہے۔کہ صبح صادق طلوع ہوکر کسی کو اس کے ثبوت اور ظہور میں کسی قسم کا شبہ اور دھوکہ نہیں ہوگا۔غالباً یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ **لا یغرنکم بیا ض مستطیل** ۔کہ صبح کاذب سے انسان کو دھوکہ ہوسکتا ہے مگر جب صبح صادق طلوع ہوگی تو کوئی خفاء باقی نہیں رہے گا۔

(۴) صفحہ ۶۸ پر علامہ بغوی کی تفسیر معالم التنزیل سے عبارت نقل فرمائی ہے جس میں صبح صادق کے بارے میں تحریر ہے۔"**ینتشر سریعا فی الافق**"ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

"چوڑائی میں پھیلی ہوئی فجر صادق طلوع ہوتی ہے اور سرعت سے افق پر پھیلتی ہے۔"

"یَنْتَشِرُ سَرِیْعاً" سے فجر صادق کی روشنی کا واضح اور نمایاں ہونا بالکل واضح ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ اس صبح کو "صادق" کہا جاتا ہے

(۵) صفحہ ۱۹۵ پر "یَتَبَیَّنَ" کی تشریح کرتے ہوتے ابوبکر جصاصؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں"**والتبین انما هو حصول العلم الحقیقی ومعلوم ان ذالک انما امروا به فی حال یمکنهم فیها الوصول الی العلم الحقیقی بطلوعه** ترجمہ میں لکھتے ہیں "اور تبین کا معنی یہ ہے کہ صبح صادق کے ظہور کا صحیح علم ہوجائے۔"

چونکہ آیات کریمہ میں علم حقیقی حاصل ہونے تک کھانے کی اجازت فرمائی گئی ہے لھذا اس سے معلوم ہوا

کہ صبح صادق کی روشنی بالکل واضح اور علم یقین کے ساتھ نظر آنا چاہیئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ بالا تمام حوالجات (جو کہ خود مصنف نے تحریر کئے ہیں) سے معلوم ہوا کہ صبح صادق اتنی واضح اور نمایاں روشنی کو کہا جاتا ہے جس میں کسی قسم کا ابہام اور دھوکہ یا غیر یقینی جیسی صورت حال نہ پائے جاتے ہوں۔ بلکہ صبح صادق اس روشنی کا نام ہے جو ایسی انداز میں ظاہر ہوگی کہ اپنے دیکھنے والوں کو بتانے میں ''صادق'' ہوگی کہ میں وہ ''فجر'' ہوں جسکے بعد مسلمانوں، تم لوگوں کیلئے سحری کا کھانا بند اور فجر کی نماز جائز ہو جاتی ہے۔

فلکی شفق کی پہلی علامت :

چونکہ فاضل مصنف نے ''فلکی شفق (آسٹرونومیکل ٹویلائٹ)'' صبح صادق قرار دیا ہے لہٰذا اب یہاں پر ''فلکی شفق'' کی علامت ذکر کی جارہی ہے تاکہ ''فلکی شفق'' کو مذکورہ بالا عبارات میں منصوص نشانیوں پر منطبق کیا جائے: آیئے دیکھتے ہیں کہ ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی روشنی فلکی فلق (آسٹرونومیکل ٹویلائٹ) کی حقیقت اور کیفیت کیا ہے۔ خود صاحب کتاب تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۴۳ پر:

''اس وقت یہ روشنی اتنی مدہم ہوتی ہے کہ وہ ستاروں کی روشنی اور دوسری کسی بھی عارضی روشنی سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ یہ روشنی بہت ہی ہلکی اور غیر نمایاں ہوتی ہے''

اب حضرت فرمائیں کہ اس قسم کی روشنی پر مذکورۃ الصدر عبارات میں صبح صادق کی تعریف صادق آتی ہے۔۔؟ (یعنی خود مصنف ہی کے قلم سے جو نشانیاں صبح صادق اور فلکی شفق کے تحریر ہیں ان میں بہت تضاد ہے۔ حالانکہ مصنف پر اپنے دعوے کے اثبات کیلئے لازم ہے کہ روایات میں منقول نشانیاں فلکی شفق پر %100 منطبق فرمائیں۔۔۔۔ ورنہ دعوی بلا دلیل۔۔۔۔)

صبح صادق کی دوسری علامت:

(۱) صفحہ ۶۸ پر تفسیر معالم التنزیل کی عبارت میں تحریر ہے:۔

”ثم یغیب فیطلع بعدہ الفجر صادق ..الخ “ترجمہ میں لکھتے ہیں” پھر یہ غائب ہوجاتی ہے اس کے بعد چوڑائی میں پھیلی ہوئی روشنی صبح صادق طلوع ہوتی ہے“

اس سے معلوم ہوا کہ صبح کاذب کے غائب ہونے کے بعد متصل صبح صادق طلوع ہوگی۔۔۔

(۲) صفحہ ۷۱ پر امام نوویؒ شرح مھذب کے حوالے سے تحریر ہے:۔

”ثم یغیب ذالک ساعۃ ثم یطلع الفجر الثانی الصادق ..

جس کا ترجمہ یہ ہے: (ظاہر ہونے کہ بعد صبح کاذب) پھر تھوڑی دیر کیلئے غائب ہوجاتی ہے۔ پھر فجر ثانی صادق طلوع ہوجاتی ہے۔

(۳) صفحہ ۶۱ پر علامہ شامیؒ کی عبارت نقل فرماتے ہیں:

ان التفاوت بین الشفقین بثلاث درجہ کما بین فجرین (رد المختار جلد ۱ صفحہ ۳۶۱)

ترجمہ یعنی دونوں شفق (البیض والاحمر) اور فجرین (فجر کاذب وفجر صادق) کے درمیان صرف ۳ تین درجے کا فرق ہوتا ہے۔

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان کوئی خاص فاصل نہیں ہے۔ یہ تین درجے کا فرق جو بتلایا ہے یہ فجرین کے طلوعین کے بارے میں ہے یعنی صبح کاذب طلوع ہوگی تو اس کے تین درجے بعد صبح صادق طلوع ہوگی لھذا یہ تین درجے کا دورانیہ صبح کاذب کے ظہور پر مشتمل ہوگا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جب صبح کاذب طلوع ہوکر غائب ہوجاتی ہے تو اس کے بعد تین درجے اندھیرا ہوگا پھر صبح صادق طلوع ہوگی ۔کیونکہ عبارت میں اصل تذکرہ شفقین کے درمیان درجات بتلانا مقصود ہے۔اور اسی کو صبح صادق اور صبح کاذب کے مشابہ قرار دیدیا۔اب ظاہر ہے کہ شفق ابیض اور

احمر کے درمیان (یعنی شفق ابیض سے پہلے) تین درجے اندھیرے کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ ورنہ مشاھدہ ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔ لھٰذا علامہ شامی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح کاذب کا انتہا اور صبح صادق کا ابتداء ساتھ ساتھ ہونگے۔ صبح کاذب طلوع ہونے کے تین درجے بعد صبح صادق طلوع ہوگی جیسا کہ شفق احمر کے غروب کے تین درجے بعد شفق غائب ہو جاتی ہے۔

(۴) صفحہ نمبر ۲۰۴ پر فاضل مصنف اہل برطانیہ کو جواب دیتے ہوئے علامہ شامیؒ وغیرہ کی تحقیق اور علمی فیصلے کی تائید بھی احسن الفتاوی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:۔

"علامہ شامی اور فقہ وفلکیات دونوں کے امام علامہ برجندی وغیرہ نے اوقات صبح صادق اور غروب شفق ابیض کے بارے میں جو درجات بتائے ہیں وہ صرف رصدگاہی حساب ہی نہیں بلکہ ان حضرات نے صبح صادق وغروب شفق کے بارے میں درجہ وڈگری کا جو فیصلہ کیا ہے وہ حسابات کے بعد مشاھدات سے تجربہ کرنے کے بعد کیا ہے"

نوٹ : حضرت (مفتی رضاء الحق صاحب) سے گزارش ہے کہ فیصلہ کرتے وقت مصنف صاحب کا یہ اعتماد اور اعتقاد مجروح نہ ہونے دیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ بالا تمام حوالوں سے (جو کہ خود مصنف نے تحریر کی ہیں) صبح صادق کی دوسری علامت یہ ثابت ہوگئی کہ اس سے تین درجے پہلے صبح کاذب طلوع ہوگی اور صبح صادق کی طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے غائب ہو جائے گی اور پھر معمولی وقفہ کے بعد صبح صادق طلوع ہونا شروع ہو جائے گی۔۔۔۔۔

فلکی شفق کی دوسری علامت:

یہاں پہنچ کر بحث نمبر ا، اپنے اختتام کو پہنچ کر فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہونے والی ہے۔ لہٰذا آیئے اب صبح صادق کی یہ دوسری علامت دیکھتے ہیں کہ "فلکی شفق" پر یہ علامت کہاں تک منطبق ہے۔ چونکہ

اس دوسری نشانی میں صبح کاذب بھی شامل ہے لھٰذا فلکی فلق کو مذکورہ بالا علامت پر منطبق کرنے کیلئے ضروری ہے کہ قائلین ۱۸ درجے والوں کی صبح کاذب کی بھی نشاندھی کی جائے۔

جاننا چاہئیے کہ ان حضرات کے نزدیک صبح کاذب وہ روشنی ہے جو رات کے ابتدائی یا درمیانی اوقات میں مشرق کی طرف نمودار ہوتی ہے جسکو اصطلاح میں بروجی روشنی (زوڈیکل ٹویلائٹ) کہا جاتا ہے۔جس کی علامت صفحہ نمبر ۷۷ پر احمد رضا خان بریلوی صاحب کے حوالے سے مصنف کے قلم نے مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرمایا ہے:

”کہ ۱۸ درجہ انحطاط پر صبح صادق ہوجاتی ہے اس سے بہت درجے پہلے صبح کاذب فقیر نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے کہ محاسبات علم ہیئت سے آفتاب ہنوز ۳۳ درجے افق سے نیچے تھا“ (حالانکہ حقیقت میں یہ اسی زوڈیکل لائٹ کا مشاہدہ تھا، راقم)

اب حضرت (مفتی) صاحب خود فیصلہ فرمائیں کہ جس روشنی سے صبح کاذب کی روشنی اتنی دور یعنی رات کے بالکل ابتدائی یا درمیانی حصے میں ظاہر ہورہی ہوتو اس روشنیوں کو عبارات مذکورہ میں ذکر شدہ ”دوسری علامت“ پر کہاں تک منطبق کیا جاسکتا ہے۔۔؟ ہم بروجی روشنی کو صبح کاذب اور فلکی فلق کو صبح صادق کیسے قرار دے جبکہ ان دونوں پر کاذب وصادق کے اتصال کی تعریف صادق ہی نہیں آتی۔۔؟

نوٹ :

ہمارے پاس فلکی شفق اور زوڈیکل ٹویلائٹ کے دیگر علامات بھی موجود ہیں مگر یہاں پر صرف وہ علامات ذکر کئے گئے جو خود مصنف کی کتاب میں مذکور ہیں تا کہ مصنف صاحب کو بھی تسلیم ہوں۔

تفصیلی گفتگو ﴿بحث نمبر ۲﴾

اس بحث میں دلیل کے طور پر" **متقدمین ماہرین فن فلکیات** "کے حوالے درج کئے گئے ہیں۔جن سے بتانا یہ مقصود ہے کہ ان بزرگوں نے بھی "صبح صادق" کو آفتاب کے ۱۸ درجے زیر افق پر بتایا ہے۔ہم سے جتنا ہوسکے ان شاء اللہ مصنف کی جانب سے ماہرین فن کی عبارات نقل کرکے اول مصنف کی مراد پیش کریں گے۔پھر اس کے بعد ان عبارات کا جو اصل مفہوم ہو وہ حضرت (مفتی صاحب) کی خدمت میں عرض کریں گے۔

(۱) فاضل مصنف صاحب صفحہ نمبر ۳۷ پر ابوریحان البیرونیؒ کا حوالہ نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں:

انحطاط الشمس تحت افق حتی کان ثمانیة عشر جزء کان ذالک وقت طلوع الفجر فی المشرق : ترجمہ: جب سورج (مشرق میں) افق سے ۱۸ درجہ (ڈگری) نیچے ہوتا ہے وہ وقت طلوع فجر یعنی صبح صادق کا ہوتا ہے۔

(۲) معارف السنن سے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

وقد ذکر صاحب التصریح فی الفصل الخامس وشارح الملخص الجغمینی فی الباب الثالث من المقالة الثانیة ، انه عرف بالتجربة ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذاکان انحطاط الشمس (ای من الافق) ثمانیة عشر جزءاً من دائرة ارتفاع الشمس المارةبمرکزها

(معارف السنن ج۲ص۲۸)

ترجمہ : صبح صادق کی ابتداء اور شفق ابیض کی انتہاء اس وقت ہوتی ہے جب کہ آفتاب افق سے ۱۸ درجے نیچے ہوتا ہے۔

(۳) محقق طوسی کے حوالے سے کتاب ''بست باب'' کے باب نہم سے ترجمہ نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں:

'' غروب شفق ابیض یا صبح صادق اس وقت ہوتی ہے جبکہ سورج افق سے ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے''

مذکورہ بالا عبارات کے علاوہ روح المعانی اور ربع مجیب سے بھی عبارت فجر کے حوالے سے ۱۸ درجے کے اقوال تحریر کئے ہیں۔

مصنف (مولانا یعقوب صاحب) نے فجر سے کیا مراد لیا ہے؟

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اصل عبارات میں الفاظ مثلاً ''اول طلوع الفجر'' لکھا ہے تو مصنف صاحب نے بلاتکلف معنی ''صبح صادق'' تحریر فرمایا ہے۔اب جو قارئین اصل کتب اور حقیقت سے باخبر نہیں ہیں انہوں نے تو حقیقت یہی سمجھنا ہے کہ متقدمین ماہرین فن سے ہی ''صبح صادق ۱۸ درجے کا'' فتویٰ منقول ہے لہٰذا پھر انہوں نے ہمارے جیسے طالب علموں کی بات کب سُننی ہے۔۔۔؟ وہ کیسے ہم جیسے بے علموں کی بات کو اکابر ومتقدمین کی تحقیقات پر ترجیح دیں گے۔۔۔؟ ہم نے آسانی کے خاطر عبارت میں ''فجر'' اور اس کے ترجمے میں ''صبح صادق'' کے الفاظ کے نیچے لائین لگادی ہے۔

فجر سے کیا مراد ہے؟

حالانکہ اصولی بات یہ کہ جب کوئی اہل فن کوئی اصطلاح استعمال کر رہے ہوتے ہیں تو اگر کسی قید وتخصیص کا کوئی قرینہ نہ ہو تو پھر اس کو مطلق سمجھ کر اس سے فنی معنیٰ ہی مراد لیا جائے گا۔لہٰذا اہل فن کے کلام میں جب تک ''فجر'' کیساتھ لفظ'' کاذب یا صادق'' کا اضافہ نہیں ہے تو اس سے مراد مطلق فجر لیا

جائے گا۔ کیونکہ اہل فن کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ فجر کو تمام اقسام کی وضاحت کریں تو انہوں نے اگر مطلق شروع کرنا ہے تو فجر اول یعنی کاذب سے ہی کرنا ہوگا۔ اب ہم مصنف کی عبارات کا اصل کتابوں سے صحیح مفہوم نقل کررہے ہیں:

مصنف صاحب نے معارف السنن کے حوالے سے عبارت ''اول الصبح'' کا ترجمہ ''صبح صادق'' کے ساتھ کیا ہے۔ حالانکہ معارف السنن نے علم ہیئت کی کتاب ''التصریح'' وغیرہ سے ''اول الصبح'' پر مشتمل عبارت نقل کی ہے: ہم ذیل میں اصل کتاب التصریح سے مذکور بالا عبارت نقل کرتے ہیں آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ اہل فن نے اول الصبح سے کیا مراد لی ہے؟ شرح التشریح فی التصرح کے ''فصل خامس فی الصبح و الشفق''میں تفصیلی بحث کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

(۱) اذ قد علم بالتجربۃان انحطاط الشمس اول الصبح الکاذب و آخر الشفق ثمانیۃ عشر درجۃ ....(التصریح صفحہ نمبر ۶۸)

پھر محشی علیہ الرحمۃ اس کے حاشئے پر تحریر فرماتے ہیں:

(۲) ان انحطاط الشمس من الافق عند اول طلوع الصبح وھو البیاض المستطیل المسمی بالکاذب و آخر غروب الشمس وھو البیاض المستدق المستطیل ــــــ(التصریح صفحہ نمبر ۶۸ حاشیہ ۵)

اسی حاشئے پر آگے اہل فن کی طرف سے شفق کے عدم اہتمام اور صبح کاذب کے اہتمام کی وجوہات ذکر فرمارہے ہیں: شفق کے بارے میں کہتے ہیں:

الذی قلما یدرک صفاءہ لوقوعہ فی وقت النوم ورجوع الناس الی مساکنھم للاستراحۃ بخلاف اول الصبح فانہ وقت استکمال الراحۃ والاستعداد للمصالح فالناس ینتظرون فیہ طلیقۃ النھار بطلوع الفجر

لینتشروا لابتغاء حوائجھم یکون ثمانیة عشر جزء من دائرۃ الارتفاع
________________________________(التصریح صفحہ نمبر ٦٨ حاشیہ ٥)

آپ حضرات ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ اس حاشیہ میں اول الصبح کو بیاض مستطیل المسمی بالکاذب بھی بتلایا اور پھر اس کی وجوہات ذکر فرمانے کے بعد اس کو "مطلقاً فجر" سے تعبیر کرکے اس کا مقام و درجات ١٨ متعین فرمادئے۔ اب اندازہ فرمائیں کہ مصنف اس (مطلقاً فجر) سے بلا تکلف "صبح صادق" مراد لیکر صاحبِ عبارت کا منشاء کہاں سے کہاں لے گئے۔۔۔؟

(٣) معارف السنن کی عبارت میں اول الصبح کی نسبت شرح چغمینی کی طرف بھی کی گئی ہے جس کا مصنف صاحب نے ترجمہ "صبح صادق" کیا ہوا ہے آیئے شرح چغمینی میں بھی اس کو ملاحظہ ہو:

" وقد عرف بالتجربة ان اول الصبح وآخر الشفق انما یکون اذا کان انحطاط الشمس ثمانیة عشر جزء
(شرح چغمینی ص ١٢٢، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

اسی عبارت کے حاشیہ نمبر ٩ پر تحریر فرماتے ہیں :

ثمانیة عشر جزءً ھٰذا ھو المشھور ووقع فی بعض کتب ابی ریحان انه سبعة عشر جزء وقیل انه تسعة عشر جزء وھٰذا فی ابتداء الصبح الکاذب. یعنی ١٨ درجے والی بات مشہور ہے اگر چہ ابی ریحان کی بعض کتب میں یہ مقدار ١٧ بھی منقول ہے اور کسی نے تو ١٩ درجے والے قول بھی لیا ہے۔ اور یہ ساری اختلافی بحث صبح کاذب سے متعلق ہے۔

اس سے ایک اور حقیقت بھی منکشف ہوگئی کہ ابی ریحان کی کتاب میں اگر کہیں ١٨ یا ١٧ درجات کی نشاندہی ہو بھی تو اس سے مراد "صبح کاذب" ہوگی۔

(۴)   فاضل مصنف محقق طوسی کے حوالے سے کتاب ''بست باب '' کے باب نہم سے ترجمہ نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں:

'' غروب شفق ابیض یا صبح صادق اس وقت ہوتی ہے جبکہ سورج افق سے ۱۸ درجہ نیچے ہوتا ہے''

حالانکہ ''بست باب'' کے باب نہم صفحہ نمبر ۱۶ پر عبارت '' باب نہم در معرفت صبح و شفق نظیر درجہ آفتاب را بر مقنطرہ ہژدہم درجہ غربی'' کے حاشئے پر شارح علم ہیئت مولانا محمد عبید اللہ الایوبی الکندھاری ؒ تحریر فرماتے ہیں:

''الصبح الکاذب انما یکون اذا کان انحطاط الشمس من الافق الشرقی ثمانیة عشر جزء '' ------------------(بست باللطوسیؒ صفحہ نمبر ۱۶ حاشیہ ا)

حاشیہ نمبر ۳ میں فرماتے ہیں:

اقول قد علمت من بیان المصنفؒ فی ھٰذا الباب ان المقدار الفاصل بین طلوع الصبح الکاذب و طلوع الشمس ۱۸ درجة (بست باب للطوسیؒ صفحہ نمبر ۱۶ حاشیہ ۳)

یہاں محشی صاحب جو خود بھی عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر علم الہیئت بھی ہیں۔ وہ تو محقق طوسیؒ کی عبارت و تشریح سے '' صبح'' سے مراد ''صبح کاذب'' لیتے ہیں مگر ہمارے مصنف نے بلا تکلف اس کا ترجمہ ''صبح صادق'' کر دیا۔

خلاصہ بحث نمبر ۲:

یہ کہ ہم نے فاضل مصنف کی طرف سے قدیم ماہرین فن کی عبارات کا اصل ماخذ کی طرف رجوع کر کے دیکھا تو ''فجر اول'' سے ان حضرات کی مراد واضح طور صبح کاذب تھی نہ کہ صبح صادق جیسا کہ مصنف صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ اور یہی بات ان تمام شارحین حضرات نے کی ہے جنہوں نے ان کی

کتابوں کی شرحیں اور حاشئے تحریر کی ہیں اب ظاہر ہے کہ معنی وہی معتبر ہوگا جو صاحب فن کی تصنیف کے سیاق وسباق اوران کے شارحین نے بیان فرمایا ہو۔خلاصہ کلام یہ کہ ماہرین علم ہیئت نے جہاں مطلقاً فجر کا تذکرہ فرمایا ہے تو اس میں ''فجر'' سے مراد''صبح صادق'' ہرگز نہیں ہوتی بلکہ اس سے مراد ''اول الصبح یا صبح کاذب'' ہوتی ہے۔اب مصنف کا ''فجر'' کا معنی بلا دلیل ''صبح صادق'' سے کرنا کہاں درست ہوا؟ کیا کسی ایسے اہم اور حساس موضوع میں اتنی سرسری مطالعہ کر کے اپنی سوچ کے مطابق ترجمہ کرنے سے اتنا مضبوط دعوی ثابت ہوسکتا ہے۔۔۔؟ (اصل کتاب کی مؤخر آدھی عبارت جس میں'' اول الصبح'' کا مطلب صاف الفاظ میں ''الصبح الکاذب'' تحریر ہے،اس کو نظر انداز کر کے'' اول الصبح '' کا ترجمہ'' صبح صادق '' کرنا ۔۔۔ کیا ایک محقق کیلئے جائز ہے۔۔۔؟ کیا اس سے اس کا مدعی ثابت ہوسکتا ہے۔۔۔؟)

تفصیلی گفتگو (بحث نمبر ۳)

یہ بحث جن صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے اندر مصنف صاحب نے دور حاضر کے ماہرین اور بعض علماء کے اقوال وفتاوی جات نقل فرمائے ہیں۔اوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ اس بحث کا منشاء یہ ہے کہ دور حاضر کے ماہرین کا یہ قول کہ '' ۱۸درجے پر ظاہر ہونے والی آسٹرونومیکل ٹویلائٹ صبح صادق ہوتی ہے'' مطلقاً قابل قبول ہوگا یا نہیں۔۔۔؟ یعنی کیا ان کے اقوال مطلقاً حجت کی طرح تسلیم کرنا پڑے گا یا ان کا کسی اصول پر پیش کرنا بھی ضروری ہوگا۔۔۔؟ ہم کہتے ہیں کہ ماہرین دور حاضر کے ۱۸درجے پر اقوال، چاہے عجم ہوں یا عرب ہو چونکہ ان سب نے یہ فیصلہ محض برطانیہ اور امریکہ کے غیر مسلم ماہرین سے نقل کیا ہے لہٰذا جب تک شرعی اصولوں پر پورا نہیں اترتے ہرگز قابل قبول نہیں ہونگے۔اور جب ان کا فیصلہ شرعی اصولوں پر پیش کرنا ضروری ہوا تو یہ بحث ہماری بحث سے خارج ہوکر اصولی طور پر

'' بحث نمبرا '' کے تحت چلی گئی۔اور یہ بات ظاہر ہے کیونکہ ان کافروں کا ہمارے شرعی احکام کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔انہوں نے تو کرہ ارض اور خلاء میں ظاہر ہونے والی وقتاً فوقتاً روشنیوں کی نشاندہی کرنی ہے۔اب یہ فیصلہ کہ کونسی روشنی صبح کاذب اور کونسی صبح صادق یہ ان کا کام ہرگز نہیں ہے یہ تو علماء شریعت کا کام ہے۔یہی وجہ ہے کہ مولف صفحہ نمبر ۱۲۷ پر حضرت مولانا مفتی سید احمد پالنفوری صاحب استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کی عبارت نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں:

''ان حضرات (فلکین) کو صبح صادق سے بحث مقصود نہیں ہے نہ یہ انکا وظیفہ ہے یہ مسئلہ تو علماء دین کو طے کرنے کا ہے اور مفتیان شرع متین صبح صادق کی تعین میں یا روزوں کے مبداء متعین کرنے میں علمائے فلکیات سے مشورہ نہیں لینگے بلکہ ماخذ شرع سے استفادہ کرینگے اور اصول موضوع کی روشنی میں فیصلہ کرینگے''

لھذا یہاں ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس باب میں علماء شریعت کا کام یہ ہے کہ صبح صادق اور صبح کاذب کی جونشانیاں علم فلکیات کی کتابوں میں ذکر شدہ جن روشنیوں پر صادق آتی ہے ان کو وہی قرار دے جس کی جونشانی ہے۔غیر مسلم ماہرین کی طرف سے محض ۱۸ درجے پر ظاہر ہونے والی فلکی فلق کو صبح صادق قرار دینا قابل قبول نہیں ہوسکتا۔میں صرف دو عبارات نقل کرنے کی جسارت کرتا ہوں جس سے واضح ہوجائیگا کہ یہ دور حاضر کے ماہرین فن سب نے یہ فیصلہ غیر مسلم ماہرین کی تحقیق سے اخذ کیا ہے۔ صفحہ نمبر ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

'' صبح شام ان تینوں شفقوں کی ابتداء وانتہاء کے وقت آسمان پر روشنی کی کیا کیفیت ہوتی ہے،اس کی تشریح رائل گرین وچ آبزرویٹری کی سائنس ریسرچ کونسل نے اپنی آسٹرونومیکل انفارمیشن شیٹ نمبر سات میں جو کی ہے وہ درج ذیل ہے۔۔۔''

اس کے بعد تفصیل ذکر کے آسٹرونومیکل ٹویلائٹ کو صبح صادق قرار دیا ہے۔اسی طرح صفحہ نمبر ۲۲۳ پر

اردن کے کلیۃ الشریعہ کے ڈاکٹر ابراہیم الکیلانی صاحب کی عبارت نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں:

”ومن هذه المعلومات المستفادة من الانسا كلو بيديا البريطانيه والامريكيه وتحديد درجة واحدة هي درجة ١٨ لبداية الضوء في مطلع النهار ولغياب الضوء في نهاية النهار“

خلاصہ بحث:

یہ کہ غیر مسلم ماہرین یا دور حاضر کے مسلم ماہرین کے اقوال اس باب میں حجت کی حیثیت نہیں رکھتی۔ ان کے اقوال تو خود محتاج دلیل ہوتے ہیں۔ اس فیصلہ کیلئے کہ صبح صادق ”آسٹرونومیکل ٹویلائٹ“ کو کہا جاتا ہے ان کو خود شرعی اصولوں کو مدنظر رکھنا پڑے گا۔ یعنی دور حاضر کے ماہرین خود اس بات کے محتاج ہیں کہ ”بحث نمبرا“ سے گزر جائیں۔ وہ بھی ہماری ذکر کردہ ”بحث نمبرا“ سے گزر کر اپنے مدعا کو ثابت کر سکتے ہیں اور ہم بھی۔ باقی اس کے علاوہ جیسا کہ ہمارا قول کسی پر حجت نہیں بن سکتا اسی طرح ان کے اقوال بھی حجت نہیں ہیں۔ لہذا اس اعتبار سے بحث نمبر۳ ہمارے موضوع بحث سے ہی خارج ہے۔

تفصیلی گفتگو ﴿بحث نمبر۵﴾

اس بحث میں فاضل مصنف صاحب نے اپنی کتاب کے پچھلے صفحات میں تمام ابحاث کے بعد صفحہ نمبر ۱۰۶ تا ۱۰۷ پر تحریر فرماتے ہیں:

”آفتاب جب طلوع ہونے کیلئے نکلنے والا ہوتا ہے اور افق سے ۱۸ درجے نیچے رہتا ہے، اس وقت یہ روشنی نظر آنا شروع ہوتی ہے اور صبح صادق کی جو علامتیں کتب فقہ

میں مذکور ہیں وہ سب اس وقت پائی جاتی ہیں اس لئے تقریباً قدیم وجدید ماہرین فقہ اورعلم ہیئت جب آفتاب اٹھارہ درجہ پر آئے اس وقت کو صبح صادق کا وقت کہتے ہیں ''

گزارش :

ہم نے بحث نمبر ۵ کے بارے میں حضرت (مفتی رضاء الحق صاحب) کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ یہ بحث نمبر ۵ کا تعلق آپ حضرات (یعنی مفتی صاحب) کے ساتھ ہے۔لہٰذا اب حضرت (مفتی رضاء الحق) صاحب کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہماری طرف سے مذکورہ بالا ابحاث کو مدنظر رکھتے ہوئے فاضل مصنف کے دعوے اور راقم کے پیش کردہ تقابلی جائزے کے بارے میں اپنا فیصلہ فرماتے ہوئے اس فقیر کو جواب سے سرفراز فرمائیں۔کہ مصنف صاحب کا دعویٰ '' اور صبح صادق کی جو علامتیں کتب فقہ میں مذکور ہیں وہ سب اس وقت پائی جاتی ہیں '' کہاں تک درست ہے ؟؟؟

احقر شوکت علی قاسمی

محلّہ شمشہ خیل،صوابی

۷ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ (بمطابق 20 ستمبر 2007)

موبائل نمبر:0321-9890583